WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61 157.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۰ — شمارہ ۲۴-۲۵

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۷۵ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۹ ذیقعدہ / ۶ ذی الحجہ ۱۴۱۱ ہجری — ۱۳/۲۰ احسان ۱۳۷۰ — ۱۳/۲۰ جون ۱۹۹۱ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ
احباب کرام دل و جان سے
پیارے آقا کی صحت و سلامتی
درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت
اور مقاصدِ عالیہ میں فائز
المرامی کے لئے تواتر سے
دعائیں جاری رکھیں

مالی قربانی کی اہمیت و برکت

ارشادِ باری تعالیٰ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ ۲۶۲)

ترجمہ:- جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے اس فعل) کی حالت اس دانہ کی حالت کے مشابہ ہے جو سات بالیں اگائے اور ہر بالی میں سو دانہ ہو

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ (سورۃ محمد)

ترجمہ:- سنو! تم وہ لوگ ہو جنکو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور جو بخل سے کام لے گا وہ اپنی جان کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے۔ ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (سستی کرنے والے) نہیں ہوں گے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ قُلْتُ مَا شَانِيْ اَتُرٰى فِيَّ شَيْئًا مَا شَانِيْ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَسْكُتَ وَتَغَشَّانِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم وہ لوگ بہت نقصان میں ہیں رب کعبہ کی قسم وہ لوگ بہت نقصان میں ہیں میں نے (یہ خیال کر کے شاید آپ مجھے فرما رہے ہیں) عرض کی حضور میں نے کیا کیا؟ آپ نے میری کیا بات دیکھی؟ پھر میں بیٹھ گیا اور آپ وہی فرما رہے تھے اور میں خاموش نہ رہ سکا اور خدا ہی جانتا ہے جو رنج و غم اس وقت مجھ پر طاری تھا پھر میں نے عرض کی حضور وہ کونسے لوگ ہیں آپ پر میرے والدین قربان ہوں فرمایا وہ زیادہ مال والے ہیں مگر جس نے اس طرح اس طرح، اس طرح اور اس طرح کیا یعنی اپنے مال کو آگے اور دائیں بائیں فی سبیل اللہ خرچ کیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ اسے ضرور پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا اسی کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

جلسہ سالانہ انگلستان

جو مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ جولائی ۹۱ء کو منعقد ہو رہا ہے اس میں شمولیت کے لئے خواہشمند احباب جماعت اپنی درخواستیں جلد کوائف پاسپورٹ نمبر، نام جماعت، تاریخ بیعت وغیرہ کے ساتھ محترم امیر صاحب یا صدر صاحب جماعت کے توسط و سفارش سے نظارت ہذا کو ارسال کریں تاکہ ان کو دعوت نامہ (سپانسر شپ) جو انگلستان سے موصول ہو چکے ہیں بر وقت جاری کئے جائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۰/۱۳ احسان ۱۳۷۰ ہش

فکر والی بات

چند دن پیشتر صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ اجلاس میں بحیثیت ممبر شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی مجموعی طور پر جو بات اُبھر کر سامنے آئی اس میں بڑھتے ہوئے اخراجات کے بالمقابل کمی آمد کا خصوصی تذکرہ ہوتا رہا۔

یہ بات کسی سے چھُپی ہوئی نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کے تمام تبلیغی تربیتی رفاہی اور ترقیاتی کام صرف اور صرف احباب جماعت کے پُرخلوص چندوں سے ہی انجام پاتے ہیں اور جب سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے ہیں دنیا بھر میں جماعت کے کاموں میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے اگر پہلے صرف چند لوگ جماعت میں داخل ہوتے تھے تو اب لاکھوں کی تعداد میں بیعتیں ہو رہی ہیں ہزاروں مبلغین سلسلہ کام کر رہے ہیں۔ ہزاروں مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہو رہے ہیں ہسپتال سکول اور کالج دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روحانی توجہ اور دعاؤں کے طفیل ان سب باتوں کا اثر دنیا بھر کی جماعتوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی جماعتوں پر بھی پڑا ہے۔ یہاں بھی بفضلہ تعالیٰ دیگر عمومی خدمات کے علاوہ خاص خاص محاذوں پر مربیان سلسلہ انتھک محنت کر رہے ہیں۔ راجستھان، یو۔ پی۔ کرناٹک اور آندھرا میں بھولی بھٹکی روحوں کو اسلام و احمدیت کا جام شیریں پلانے کے لئے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کیا جا رہا ہے اسی طرح بیسیوں مبلغین کرام ہندوستان کے مختلف علاقوں میں روحانی جہاد میں مصروف ہیں دہلی کی نہایت شاندار اور دیدہ زیب مسجد کے ساتھ ساتھ دیگر بیسیوں مساجد مشن ہاؤسز ہسپتال اور سکول بھی تعمیر ہو کر نہایت خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں اسی طرح بیواؤں یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کا کام بلا امتیاز مذہب و ملت لگاتار جاری ہے۔

ان سب اُمور کے ساتھ ساتھ اشاعت لٹریچر اشاعت اخبارات۔ رابطہ پریس اور ترسیل کیسٹس آڈیو و ویڈیو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم کام بھی جاری ہے جن پر سالانہ لاکھوں روپے خرچ ہو رہا ہے بفضلہ تعالیٰ قادیان میں لنگر خانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت نظام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اور تمام سال جاری رہتا ہے۔ جہاں بلا امتیاز مذہب و ملت مہمان نوازی ہو رہی ہے جس پر سالانہ لاکھوں روپے کے اخراجات ہو رہے ہیں مہمانوں میں بہت سے ایسے مہمانوں کی تعداد بھی شامل ہے جو تلاش حق کی خاطر قادیان تشریف لاتے ہیں اور یہاں کے اسلامی ماحول کو دیکھ کر اور اپنے مولویوں کے جھوٹ سے بیزار ہو کر سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیعت کنندگان میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر ہندوستان کے احمدی بھائیوں کے لئے اور حق کی جستجو کرنے والوں کے لئے نہایت ہی پیاری خوشخبری سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہندوستان میں متوقع آمد ہے۔ قوی اُمید ہے کہ حضور انور جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء کے مُبارک موقعہ پر قادیان تشریف لائیں اور کئی سال کی پیاسی روحوں کی آمد کے باعث کثیر تعداد میں مہمانان جلسہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قادیان دارالامان میں مرکزی نمائندگان کی زیر نگرانی کئی امور زیر تیاری ہیں، مختلف عمارات، مہمان خانوں اور لنگر خانوں کی شکل میں تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور قادیان میں اس وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام " وسّع مکانک " نہایت

※ کو اپنے دیدار کے شیریں جام سے نوازیں حضور انور

شان سے پورا ہو رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

اس موقعہ پر ہندوستان کے احمدی بھائیوں سے دو باتیں کہنی ہیں۔

• ۔ پہلی بات یہ کہ سلسلہ کی ترقی، سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں کریں۔ اس طرح خاص طور پر یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان میں امن قائم رکھے اور جماعت اور امام جماعت کو حاسدین کے حسد سے اور ان کی شرارتوں سے محفوظ رکھے آمین۔

• ۔ دوسری بات یہ کہ اب ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا۔ دنیا کی دیگر جماعتیں ترقیات کی منازل طے کر رہی ہیں اور حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے بصیرت افروز خطبات میں ان کا ذکر فرما رہے ہیں۔ زیر نظر شمارہ کے خطبہ کے آخر میں حضور پُرنور نے جماعت احمدیہ جاپان کا جس انداز سے ذکر فرمایا ہے وہ نہ صرف قابل رشک بلکہ قابل تقلید ہے

پس ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمارا بجٹ کمی آمد کے باعث خسارے کا شکار کیوں ہے

— وجہ صرف یہی ہے کہ ہم لوگ اتنی توجہ نہیں کر پا رہے جتنی کہ ہم کو کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات ہم پر نازل ہو رہے ہیں اُن کے موجودگی میں سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ جس شرح سے ہمیں چندہ دینا چاہیئے ہم میں سے بعض اس سے کوتاہی برت رہے ہیں واگر جماعت ہندوستان کے افراد اپنے چندہ کو فی الحال ڈیڑھ گنا کر دیں تو ہماری مشکلات کا حل آسانی سے نکل سکتا ہے اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس مُبارک آمد کے موقعہ پر ہم حضور پر نور کی خوشنودی اور دعاؤں کے وارث ہوں گے۔ پس بے شرح اور بقایا دار احباب کو اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہیئے۔

اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یہ ہم سب کے لئے بہت فکر والی بات ہوگی —— وباللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم قائمقام ایڈیٹر بدر)

مسجد بیت الغالب

عثمان آباد مہاراشٹر میں جماعت احمدیہ کی نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ یہ مہاراشٹر میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے۔ سیدنا حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام "مسجد بیت الغالب" تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور اس کے ذریعہ سے سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے آنے کی توفیق دے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دُعا

محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل ایڈیٹر اخبار بدر کافی عرصہ سے مختلف عوارض کے باعث بیمار چلے آ رہے ہیں ایک ہفتہ تک امرتسر گورو نانک ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ قارئین بدر سے محترم مولانا صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

~۵~

خطبہ جمعۃ المبارک

سوسائٹی میں وحدت تبھی ممکن ہے اگر والدین کا اولاد کیساتھ اور اولاد کا والدین کیساتھ گہرا تعلق ہو

دعاؤں پر اگر آپ غور کریں جو قرآن کریم میں محفوظ کی گئی ہیں تو عظیم الشان حکمتوں کے سمندر ہیں

جو کوزوں میں بند کئے گئے ہیں۔ اگر جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ سے صبر مانگے گی اور رحم مانگے گی تو

انشاء اللہ ان کے حوصلے کبھی ناکام نہیں ہونگے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو سر بلند رکھے گا

قرآنی دعاؤں کا ایمان افروز تذکرہ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ ہجرت (مئی) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام NUNSPEET ہالینڈ

محترم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔
آج کا یہ خطبہ میں ہالینڈ کی جماعت NUNSPEET سے دے رہا ہوں۔ جہاں مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کے

سالانہ اجتماع

میں شرکت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ خطبہ بھی حسب سابق مواصلاتی نظام کے ذریعے مختلف ممالک میں سنا جا رہا ہے۔ جاپان میں بھی حسب سابق توقع ہے کہ رابطہ مکمل ہو جائے گا۔ لیکن سر دست یہ رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ انگلستان کی ایسٹ لنڈن، ساؤتھ آل، ہنسلو، کرائیڈن، لنڈن Mosque اور مانچسٹر اور برمنگھم کی جماعتیں یہ خطبہ سن رہی ہیں۔ اسی طرح جرمنی سے بھی اور ماریشس سے بھی (جماعتیں یہ خطبہ سن رہی ہیں)

یہ نظام جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعے قائم ہوا ہے اس میں ہمارے لنڈن کے ایک مخلص دوست سعید جسوال صاحب اور ان کے بھائیوں اور ایک بہنوئی کی محنت کا بہت دخل ہے اور یہ اپنی ٹیم لے کر آج یہاں بھی پہنچے ہیں تاکہ جن جماعتوں کو

براہ راست خطبہ سننے کی عادت

پڑ چکی ہے وہ ان خطبوں سے محروم نہ رہ جائیں جو اس سفر کے دوران دیئے جائیں گے۔

اس تمہید کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جو ایک سلسلے کی صورت میں جاری ہوا ہے اور جس کا تعلق سورۃ فاتحہ کی اس دعا سے ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ اس صراط مستقیم پر جس پر وہ لوگ چلتے رہے جن پر تو نے انعام نازل فرمایا۔

میں نے بتایا تھا کہ جن پر انعام نازل فرمائے گئے وہ دعاؤں کی بدولت اپنی مراد کو پہنچے ہیں۔ محض انسانی کوششوں سے کامیاب نہیں ہوئے اور ہمارے لئے یہی سورۃ فاتحہ کی اس دعا نے

قرآنی دعاؤں کا ایک سلسلہ

کھول دیا ہے اور اس سلسلے کا قرآن کریم میں مکمل طور پر خلاصہ محفوظ ہے۔ صرف انبیاء ہی کی دعائیں درج نہیں بلکہ دیگر صالحین اور خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں، مردوں اور عورتوں کی دعائیں بھی قرآن کریم میں ہمارے لئے محفوظ فرما دی گئی ہیں۔

آج کے لئے پہلی دعا

اولاد کی دعا

ہے جو اپنے والدین کے لئے کرنی چاہئے۔ اور یہ وہ دعا ہے جو الہامی دعا ہے ان معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کی امت کو سکھائی۔ دعا تو یہ ہے

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

(بنی اسرائیل: ۲۵)

اے میرے رب! ان دونوں پر، میرے والد اور میری والدہ پر اس طرح رحم فرما جس طرح بچپن سے یہ میری تربیت کرتے چلے آئے ہیں۔

لیکن اس دعا کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے اس کا وہ پس منظر جاننا ضروری ہے جو یہی آیت کہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ رہی ہے۔ پس پوری آیت کو پڑھنے کے بعد اس دعا کی اہمیت بھی سمجھ آتی ہے اور کن کن باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ دعا کرنی چاہیئے، یہ مضمون بھی ہم پر روشن ہو جاتا ہے۔ آیت یہ ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرما دیا ہے، یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے رَبُّكَ لفظ ہے یعنی

اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تیرے رب نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اور والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ والدین کے ساتھ نیکی کے برتاؤ کی اتنی بڑی اہمیت ہے۔ کہ توحید کی تعلیم کے بعد دوسرے درجے پر خدا نے جس بات کا فیصلہ فرمایا وہ یہ تھا کہ

اپنے والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرو۔

احسان کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اس کے متعلق میں پھر دوبارہ آپ سے بات کروں گا۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کہ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اگر ان میں سے کوئی تیرے ہوتے ہوئے تیری زندگی میں بڑھاپے تک پہنچ جائے، ان میں سے خواہ ایک پہنچے یا دونوں پہنچیں فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ، اُن کو اُف تک نہیں کہنی۔

اُف نہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے بڑھاپے کی ایسی حرکتیں ہو سکتی ہیں جو اُن کے بچپن کے سلوک سے مختلف ہوں۔ بچپن میں تو وہ بڑی محبت کے ساتھ تمہاری تربیت کرتے رہے۔ لیکن بڑھاپے کی عمر میں پہنچ کر انسان کو اپنے جذبات پر اختیار نہیں رہتا، زیادہ زود رنج ہو جاتا ہے اور بہت سی صحت کی کمزوریاں اس کے مزاج میں چڑچڑاپن پیدا کر دیتی ہیں۔ پھر کئی قسم کے احساسات شروع ہو گئی ہیں۔ اولاد بڑی ہو گئی۔ اپنے گھروں میں آباد ہو گئی اور جس طرح والدین توقع رکھتے ہیں کہ یہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی ویسا ہی معاملہ کریگا، اس میں کوئی کوتاہی رہ جاتی ہے یا والدین کو وہم گزرتا ہے کہ ہم سے ویسا پیار نہیں جیسا اپنی بیوی اور اولاد سے ہے تو ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے بڑی حکمت کے ساتھ فرمایا۔ لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ۔ ایسی باتیں ہونگی جن کے نتیجے میں ہو سکتا ہے تمہیں جائز یا ناجائز شکایت پیدا ہو اور والدین تم سے بظاہر سختی کا سلوک کرنا شروع کر دیں تو تم جو بچپن کی نرمی کے عادی ہو اس سلوک سے گھبرا کر اُف نہ کہہ بیٹھنا۔ اُف کا لفظ کوئی گالی نہیں ہے کوئی سخت کلامی نہیں ہے۔ ایک اظہار افسوس ہے۔ فرمایا کہ اظہار افسوس تک نہیں کرنا۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا: اور جھڑکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپنے والدین کے ساتھ ہرگز سخت کلامی نہیں کرنی۔ وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ اور ان کے ساتھ عزت کا کلام کیا کرو۔ ہمیشہ احترام کے ساتھ اُن سے مخاطب ہوا کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ۔ اور اپنی نرمی کے پر اُن کے اوپر پھیلا دو مِنَ الرَّحْمَةِ۔ رحمت کے اور نرمی کے پر رحمت کے نتیجے میں جو نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اُسی کے پر اُن پہ پھیلا دو اور پھر یہ دعا کرو۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے میرے رب! ان پر اسی طرح رحم فرما كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا جس طرح انہوں نے بچپن میں بڑے رحم کے ساتھ میری تربیت فرمائی ہے۔

یہ بہت ہی پیاری اور کامل دعا ہے اور بہت سی ذمہ داریوں کی طرف جو اولاد کے ذمہ اپنے والدین کے لئے ہیں ہمیں توجہ دلاتی ہے لیکن اس دعا میں اور بھی بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں۔ اب میں نسبتاً تفصیل سے اس آیت کے بعض مضامین کھول کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ احسان کا حکم دیا گیا ہے، ادائیگی فرض کا نہیں اور احسان بظاہر ضروری نہیں ہوا کرتا۔ احسان تو ایسا معاملہ نہیں ہے کہ ہر انسان پر فرض ہو۔ کیا یا نہ کیا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یعنی اگر فرق پڑتا بھی ہے تو احسان ایک ایسی بات نہیں ہے جو اگر انسان نہ کرے تو خدا کے نزدیک معتوب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ نے ذمہ داریاں ادا کرنے کا حکم کیوں نہ دیا اور احسان کا حکم کیوں دیا؟ اس میں اور بھی حکمتیں پوشیدہ ہوں گی لیکن دو ایسی حکمتیں ہیں جن کو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ

فرض کی ادائیگی پہلے ہوا کرتی ہے اور احسان بعد میں

آتا ہے۔ اگر فرض ادا نہ ہو تو احسان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے قرآن کریم جو بڑی فصیح و بلیغ کتاب ہے، خدا کا کلام ہے اس نے ایک لفظ میں اس سے پہلے ہونے والی ذمہ داریوں کا بھی ذکر فرما دیا اور مومن سے گویا یہ توقع رکھی کہ جہاں تک اس کی روزمرہ کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے، فرائض کا تعلق ہے وہ تو لازماً وہ پورے کر رہا ہے۔ ان کو نہ پورے کرنے کا تو سوال ہی نہیں لیکن جہاں تک والدین کا تعلق ہے محض ذمہ داریاں پورا کرنا کافی نہیں ہے۔ ان کے ساتھ احسان کا سلوک ہونا ضروری ہے۔ ایک یہ حکمت ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ یہاں لفظ احسان کو سمجھنے کے لئے ہمیں قرآن کریم کی ایک اور آیت کا سہارا لینا ہوگا جو اسی مضمون کے لئے کنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَهَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

کہ احسان کی جزاء احسان کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ پس یہ احسان اُن کے اوپر ان معنوں میں احسان نہیں ہے جن معنوں میں ہم ایک دوسرے پر احسان کرتے ہیں۔ یہ احسان والدین کے اوپر اولاد کی طرف سے کوئی یکطرفہ نعمت نہیں ہے جو اُن کو ادا کی جا رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ والدین نے تم سے احسان کا معاملہ کیا تھا اس لئے صرف فرض کی ادائیگی کافی نہیں ہوگی جب تک تم اُن سے احسان کا معاملہ نہیں کرو گے تم اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے والے نہیں بنو گے۔ چنانچہ فرمایا هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کہ احسان کی جزاء تو احسان کے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ کوئی شخص تم پر احسان کرتا چلا جا رہا ہو اور تم اپنی روزمرہ کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہو تو یہ کافی نہیں ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کو آیت کے آخری حصے نے کھول دیا جہاں یہ دعا سکھائی گئی: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ اے اللہ اُن سے اس طرح رحم کا سلوک فرما جس طرح بچپن میں مجھ سے رحم کا سلوک فرماتے تھے۔ صرف اپنے حقوق ادا نہیں کرتے تھے۔ محض مجھے زندہ رکھنے کے لئے اور روزمرہ کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے محنت نہیں اُٹھاتے تھے بلکہ اس سے بہت بڑھ کر مجھ سے شفقت اور رحمت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ میری معمولی سی تکلیف پر یہ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ میری ادنیٰ سی بیماری پر ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جایا کرتی تھیں اور انہوں نے جو مجھ سے سلوک فرمایا وہ رحمت کا سلوک ہے۔ پس مجھے جو احسان کا حکم ہے کہ میں بھی احسان کا سلوک کروں تو اے خدا! میں اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا اس لئے میں دعا کے ذریعے تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور جب تک تو اس بارہ میں میری مدد نہ فرمائے۔ حقیقت میں میرے والدین کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں جتنی بھی کوشش کروں اس کے باوجود ان احسانات کو چکا نہیں سکتا پس تو میری مدد فرما اور رَبِّ ارْحَمْهُمَا۔ اے خدا تو اُن کے اوپر رحم فرما اور میرے سلوک میں جو کمیاں رہ جائیں گی وہ تو اپنے رحم سے پوری فرما۔ كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا جس طرح بچپن میں یہ میری تربیت کرتے رہے ہیں تو ان کے ساتھ وہ سلوک فرما۔

اس دعا نے

ایک اور حیرت انگیز مضمون

کو ہمارے سامنے کھول دیا کہ والدین بھی جہاں تک خدا کا تعلق ہے اس کی تربیت کے محتاج ہیں اور اُفٍّ لَّهُمَا کہنے کے ساتھ ان کی بشری کمزوریوں کی طرف جو توجہ دلائی گئی ہے تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی بہت ضرورت ہے اور انسان تو مرتے دم تک خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا محتاج رہتا ہے۔ اس لئے یہ دعا بہت ہی کامل دعا ہے اور اس کے معنی یہ بنیں گے کہ اے خدا! اگرچہ بظاہر ان کے اعضاء مضمحل ہو چکے ہیں۔ یہ کمزوری کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ طاقت کے بعد ضعف شروع ہو چکا ہے لیکن ضعف کے وقت زیادہ رحم کے ساتھ تربیت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب میں بچہ تھا تو میرے والدین نے مجھ سے میرے ضعف کی وجہ سے رحم کا سلوک کیا اور

"صغیرًا" کے لفظ نے بتادیا کہ بڑے ہوکر رحم کا معاملہ اتنا نہیں رہا کرتا جتنا بچپن میں ہوتا ہے۔ بچپن کی کمزوری ہے جو رحم کا تقاضا کرتی ہے۔ بچے کو آپ ایک بات سکھاتے ہیں۔ چلنا سکھائیں تو بار بار وہ گرتا ہے۔ بولنا سکھائیں تو بار بار غلطیاں کرتا ہے۔ تتلاتا ہے۔ سبق پڑھائیں تو اس کو پڑھا ہوا سبق بار بار بھولتا چلا جاتا ہے۔ لفظ آپ رٹا بھی دیں تو پھر اگلی دفعہ جب سنتے ہیں تو اسی لفظ میں پھر وہی غلطیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ بچے کو پڑھانا اعصاب شکن ہوتا ہے اور حقیقت میں

جب تک رحم کا معاملہ نہ کیا جائے اس وقت تک بچے کی صحیح تعلیم نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ بعض والدین جو جہالت سے حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں وہ بچپن سے بجائے رحم کے سختی کا معاملہ شروع کر دیتے ہیں اور سختی کے ساتھ بچے کی تربیت ہو نہیں سکتی۔ اس میں بغاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں سخت ردعمل پیدا ہوتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اس کی تربیت ہو اس کے اندر بچپن سے نقائص بیٹھ جاتے ہیں۔

پس اس آیت کریمہ نے اس حکمت کو بھی ہمارے سامنے روشن کر دیا کہ وہ والدین جو اچھی تربیت کرنے والے ہوں وہ بچپن میں رحم کے ساتھ تربیت کیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کو یہ دعا سکھائی گئی ہے وہ کیونکہ دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں، آپ کے غلام ہیں اس لئے ان کے والدین سے بہترین توقعات بھی پیش فرمائی گئیں اور یہ بیان کیا گیا کہ جس طرح ہمارے والدین بچپنے میں ہماری کمزوریوں کے پیش نظر ہم سے سختی کرنے کی بجائے رحمت کا معاملہ کیا کرتے تھے اور تربیت میں بار بار بخشش کا سلوک فرماتے تھے اسی طرح اے خدا! اب میرے والدین کمزور ہو چکے ہیں تو ان کی غفلتوں اور کمزوریوں سے درگذر فرما اور ان کے ساتھ بخشش اور رحمت کا سلوک فرما۔

اس ضمن میں ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کما کے لفظ نے ہمیں ہماری بہت سی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا دی جو صرف والدین کی طرف نہیں بلکہ اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کی طرف سے ہمیں پیش آتی ہیں اور ہمیں انہیں کس طرح ادا کرنا چاہئے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا
کما کے لفظ نے یہ بتایا کہ اگر والدین بچوں کی تربیت رحمت کے ساتھ نہیں کرتے تو یہ دعا ان کے حق میں نہیں سنی جائے گی کیونکہ کما کا مطلب ہے جیسے انہوں نے بچپن میں رحمت کے ساتھ میری تربیت کی یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو بھلا کر یورپ اپنے معاشرے میں کئی قسم کے عذاب پیدا کر چکا ہے۔ اولاد کے ساتھ حسن سلوک اور رحمت کے ساتھ تربیت کرنا اس لئے بھی نہایت ضروری ہے تاکہ بعد میں جب بڑھاپے میں اولاد کا اپنے والدین سے اسی طرح رحمت اور نرمی اور مغفرت کا تعلق ہو۔ اگر بچپن ہی سے والدین اپنی زندگی کی لذتوں میں منہمک رہتے ہوں اور اولاد کو سکولوں کے سپرد کر دیں یا معاشرے کے سپرد کر دیں اور ان کی تربیت میں جو ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہئے وہ تعلق پیدا نہ کریں (تو یہ دعا ان کے حق میں نہیں سنی جائیگی) یہ تربیت یا رحم یا بچپنا کے ساتھ پیار کا ذکر نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ پیار تو ہر معاشرے میں والدین کو ہوتا ہی ہے۔ فرمایا ایسا پیار ہو جو تربیت میں استعمال ہوا ہو اور ایسا پیار نہ ہو جو تربیت خراب کرنے والا پیار ہو۔ ایسے پیار کے متوازن ہونے کا بھی اس آیت میں ذکر فرما دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ پیار ہی کام کا پیار ہے جس کے نتیجے میں اولاد اعلیٰ تربیت پائے۔ پس وہ والدین جو اس بات سے غافل رہتے ہیں ان کی سوسائٹیوں میں کئی قسم کی خرابیاں جگہ پکڑ جاتی ہیں اور ان کی اولاد جب بڑی ہوتی ہیں تو وہ اپنے والدین کے لئے نہ خدا تعالیٰ سے احسان کی دعائیں مانگتے ہیں نہ خود احسان کا سلوک کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بوڑھے آدمیوں کے گھر ایسے والدین سے بھر جاتے ہیں جن کی اولادیں ان سے غافل ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک تو درکنار ان کی معمولی سی غفلت پر ان کو ڈانٹتے ہیں، ان سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور جن جن معاشروں میں یہ مرض بڑھتا چلا جاتا ہے وہاں حکومت کے اخراجات بوڑھے لوگوں کے گھروں پر زیادہ سے زیادہ بڑھنے لگتے ہیں یہاں تک کہ

بعض امیر ممالک بھی عاجز آجاتے ہیں۔

اور ان کے پاس اتنا روپیہ مہیا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی سوسائٹی کے سب بوڑھوں کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں جو ضرورتیں دراصل ان کی اولاد کو پوری کرنی چاہئیے تھیں۔ لیکن جیسا کہ غالباً مولانا روم کا شعر ہے

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

کہ اعمال کے جو اثرات مترتب ہوتے ہیں ان سے غافل نہ رہنا۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ گندم کا بیج ڈالو گے تو گندم ہی اُگے گی اور جو بوؤ گے تو جو ہی اُگیں گے۔ اس لئے پہلی نسلوں کے ساتھ آنے والی نسلوں کا تعلق دراصل اس تعلق کا آئینہ دار ہے جو پہلی نسلوں نے اپنی چھوٹی نسلوں سے رکھا تھا۔ اگر اس میں شفقت تھی اور اس میں صرف شفقت ہی نہیں تھی بلکہ تربیت کے لئے استعمال ہونیوالی شفقت تھی، اگر رحمت کا سلوک تھا اور اس رحمت کے نتیجے میں اولاد کے ساتھ بہت ہی حکمت کے ساتھ برتاؤ کیا گیا تاکہ ان کے اخلاق بگڑیں نہیں بلکہ سنورتے چلے جائیں اور اس رنگ میں ان کی تربیت کی گئی اور رحم کے نتیجے میں تربیت کی طرف زیادہ توجہ دی گئی تو ایسے لوگوں کی اولادیں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس احسان کو یاد رکھتے ہوئے فطری طور پر اپنے والدین کے لئے آخر وقت تک نرم رہتی ہیں اور ان کے ساتھ ان کے تعلق کٹتے نہیں ہیں۔ ایسی سوسائٹی میں کوئی Generation Gap پیدا نہیں ہو سکتا۔

GENERATION GAP ایک بہت ہی خطرناک اصطلاح ہے۔

اور آج کی ترقی یافتہ دنیا کی ایجاد ہے ورنہ قدیم سوسائٹیوں میں آج تک Generation Gap کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک تعلیم اور ترقی کی نشانی نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے جو حکمت بیان فرمائی ہے اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں یہ بیماری پیدا ہوتی ہے کہ ایک Generation اپنی چھوٹی Generation کے ساتھ محبت کا تعلق چھوڑ دیتی ہے اور تربیت سے غافل ہو جاتی ہے تو وہ نسل جب بڑی ہوتی ہے اپنی پہلی نسل سے بہت دور ہٹ چکی ہوتی ہے۔ ان کے درمیان فاصلے پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ فاصلے پھر نسلاً بعد نسل بڑھتے چلے جاتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ کم ہوتے۔ پس اس لئے یہ دعا جو سکھائی گئی اس کا پس منظر بھی خوب کھول کر بیان فرما دیا گیا اور اس کا جو نتیجہ کا حصہ ہے وہ ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کہ اے بچو! تم اپنے والدین کے لئے اس طرح نرمی کے پر پھیلا دو جیسے پرندے اپنے چوزوں کو، اپنے چھوٹے بچوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں پر کا استعمال اس لئے کیا گیا تاکہ پرندوں کا اپنے بچوں کے ساتھ سلوک ایک تصویر کی صورت میں ہماری نظروں کے سامنے اُبھر آئے۔ اور فرمایا کہ اس طرح اپنے والدین کے ساتھ پیار اور محبت کا سلوک کرو جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پالتے ہیں، ان کی نگہداشت کرتے ہیں جو گھونسلے ان کی محبت سے بنتے ہیں۔ یہاں دراصل انسانوں سے ہٹ کر پرندوں کی مثال دی گئی ہے۔

جناح کا لفظ محاورہ ہے

ضروری نہیں کہ پَر کے لئے استعمال ہو۔ ایک صفت کے بیان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن کیوں استعمال ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پرندوں کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ پرندوں کے پَر ہوتے ہیں اور پرندے اپنے بچوں کی بعض دفعہ اس طرح لمبے عرصے تک تربیت کرتے ہیں کہ وہ بچے دیکھ سکتے ہیں، نہ سُن سکتے ہیں، نہ کھا سکتے ہیں۔ ان کی چونچوں کو ٹھونگے مار مار کے وہ خوراک کے لئے کھلواتے ہیں اور جب تک وہ اس لائق نہیں ہو جاتے کہ خود آزاد زندگی بسر کر سکیں۔ اس وقت تک پرندوں کے والدین مسلسل محنت کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اس میں ایک اور بھی حکمت ہے کہ دونوں پرندے اپنے بچوں کے لئے محنت کرتے ہیں اور صرف ماں پر نہیں چھوڑا جاتا۔ اور قرآن کریم نے جو ہمیں دعا سکھائی اس میں بھی اسی مضمون کو کھول دیا گیا ہے۔ آجکل کے جدید معاشروں میں ایک یہ بھی خرابی ہے اور ہمارے قدیم معاشروں میں بھی یہ خرابی ہے بلکہ بعض صورتوں میں تیسری دنیا کے ممالک میں یہ خرابی ترقی یافتہ ممالک سے بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ماں کا کام ہے تربیت کرے اور والد اس میں دخل نہیں دیتے۔ والد ساتھ مل کر محنت نہیں کرتے اور ماں پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جس طرح چاہے ان کو پالے، ان کا خیال رکھے نہ رکھے۔ والد تو صرف کمانے میں مصروف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہم نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔ قرآن کریم نے جو دعا سکھائی اس میں یہ بتایا رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ کہ اے میرے اللہ ان دونوں پر اس طرح رحم فرما جس طرح ان دونوں نے رحم کے ساتھ میری تربیت کی۔ یعنی ماں اور باپ دونوں اولاد کے لئے محنت کرنے میں برابر کے شریک ہونے چاہئیں اور دونوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں مگر ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے نہیں بلکہ رحم کے نتیجے میں اور شفقت کے نتیجے میں۔ پس اس دعا کو اب دوبارہ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ وہاں پرندوں کی ہی مثال دی گئی ہے کیونکہ جانوروں کی دنیا میں سب سے زیادہ مل کر اولاد کی خدمت کرنے میں پرندے ہیں، ان کے مقابل پر کسی اور جانور کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جس طرح پرندے دونوں مسلسل محنت کرتے ہیں اپنی اولاد کے لئے اسی طرح دوسرے جانوروں میں اتنی مکمل مشترک محنت کی مثال نہیں ملتی۔ گھونسلہ بنانے میں بھی وہ اسی طرح محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ خوراک مہیا کرنے میں بھی اسی طرح محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات آدھا وقت [illegible] یعنی نر پرندہ بیٹھتا ہے اور آدھا وقت انڈوں پر مادہ پرندہ بیٹھتی ہے اور پھر جہاں تک خوراک مہیا کرنے کا تعلق ہے اس میں بھی دونوں محنت کرتے ہیں مگر نر پرندے کو بعض دفعہ زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے خوراک مہیا کرنے میں۔ تو فرمایا یہ بھی ہمیں اس دعا سے حکمت سمجھ آ گئی کہ

صحیح تربیت کرنے میں ماں کے علاوہ باپ کو برابر کا شریک بننا چاہئے

اور جہاں ماں اور باپ مل کر اولاد سے حسن سلوک کر رہے ہوں وہاں طلاقیں شاذ کے طور پر واقع ہوں گی۔ وہ گھر نہیں ٹوٹا کرتے۔ اکثر وہی گھر ٹوٹتے ہیں جہاں اولاد کی تربیت میں دونوں میں سے کسی ایک کا زیادہ دخل ہوتا ہے اور آپس کے تعلقات اس حد تک خراب ہوتے ہیں کہ دونوں بیک وقت اپنی اولاد کی ذمہ داریاں ادا نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے ایسی اولادیں پھر بڑی ہو کر زیادہ خراب ہو جایا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ ماں کی سائڈ لیتی ہیں کیونکہ ماں نے تربیت اور پیار میں زیادہ حصہ لیا۔ بعض دفعہ باپ کے ساتھ تعلق قائم رکھتی ہیں اور ماں سے خلاف ہو جاتی ہیں کیونکہ [illegible] کہ ماں نے تو ہماری ذمہ داریاں ادا نہیں کیں باپ قربانی کرتا رہا ہے تو اس طرح گھروں کے ٹوٹنے کے

اختلافات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ یہ صورت حال پھر بعض دفعہ بڑے خطرناک نتائج پر منتج ہو جاتی ہے جس کے آثار اس وقت ترقی یافتہ ممالک میں ہر جگہ دکھائی دے رہے ہیں۔ کہ اولاد کو اپنے والدین سے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یورپ کے بعض علاقوں میں پولیس کی تحقیق کے مطابق تیس فیصد گھر ایسے ہیں جہاں بچے اپنے ماں باپ سے محفوظ نہیں بلکہ بیان کیا ہے کہ جنسی بے راہ روی کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ پس جہاں یہ صورت حال ہو وہاں یہ دعا کیسے کام کر سکتی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ یہ ایک اچھے صالح معاشرے کی دعا ہے جہاں والدین نے اپنی اولاد سے محض عام سلوک نہیں کیا۔ ذمہ داریاں ہی ادا نہیں کیں بلکہ بچے پر رحمت کا سلوک کیا اور ان کی تربیت شفقت سے کی، کسی غصے کے ساتھ نہیں کی اور تربیت کے لئے رحمت ضروری ہے۔ یاد رکھیں جہاں جلد بازی میں انسان غصے میں مبتلا ہو جاتا ہے اولاد کو مارنے لگ جاتا ہے اس کو گالیاں دینے لگ جاتا ہے وہاں

تربیت کا مضمون

غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ وہاں نفسانی جوش کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور نفسانی جوش سے تربیت نہیں ہوا کرتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے ایک صحابی پر بہت ہی خفگی کا اظہار فرمایا، جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ اپنی اولاد سے سختی کرتے ہیں اور مار کے ان کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ اتنی سختی کا اظہار فرمایا کہ بہت کم ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے صحابہ پر اس طرح ناراض ہوتے دیکھا ہے اور بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ تم دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس سے پتہ چلا کہ خدا کے پاک بندے جو سچا ایمان رکھتے ہیں وہ تمام کوششوں میں سب سے زیادہ اہمیت دعا کو دیتے ہیں۔

پس رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا میں ایک یہ پہلو بھی ہمارے سامنے آ گیا کہ وہ رستہ جس پر خدا کے انعام یافتہ لوگ چلا کرتے تھے وہ اپنی اولاد کے لئے صرف رحمت کا سلوک نہیں کیا کرتے تھے، ان کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے اور ان کی دعائیں ان کے رحم کے نتیجے میں ہوتی تھیں۔ کیونکہ رحم کے نتیجے میں وہ خود بعض سختیاں اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ بعض جگہ وہ تجاوز نہیں کر سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے کہ میں یہاں زبردستی اس کو ٹھیک کر دوں۔ اس کے نتیجہ میں ان کے دل میں درد پیدا ہوتا تھا اور دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوتی تھی۔ پس وہ لوگ جو منعم علیہم ہیں جن کو خدا نے اس راستہ پر کامیابی سے چلنے کی توفیق بخشی جو انعام یافتہ لوگوں کا رستہ تھا انہوں نے اپنی اولادوں کیلئے دعائیں بھی بہت کیں۔ پس اس کے نتیجہ میں خدا نے بھی جب جوابًا حسن سلوک سکھایا تو اس مضمون کو دعا پر ختم کیا۔ فرمایا وہ تمہارے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اس میں دعائیں بھی شامل تھیں۔ کَمَا کے لفظ نے بتا دیا کہ دعائیں ضرور شامل تھیں اگر دعائیں شامل نہ ہوتیں تو خدا دعا سکھاتا کیوں۔ پس اس مضمون کو دعا پر ختم کرنا اس آیت کو بہت ہی زیادہ دلکشی عطا کرتا ہے بہت ہی حسین بنا دیتا ہے کیسا کامل کلام ہے تربیت کے سارے امور بھی اس میں بیان ہو گئے۔ دونوں نسلوں کے تعلقات اس میں بیان ہو گئے۔ وہ خطرات بیان ہو گئے جو ہمیں درپیش آ سکتے ہیں جن سے ہمیں متنبہ کیا گیا اور پھر یہ بتایا گیا کہ تربیت کا بہترین طریق دعا ہی ہے۔ جس طرح تمہارے والدین بچپن میں دعاؤں کے ذریعہ تم سے اپنی رحمت کا اظہار کرتے تھے تم بھی آخر پر خدا سے یہ دعا کیا کرو اور اس دعا کو حسن سلوک کے بعد رکھا ہے دیکھیں! وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ ان پر اپنی رحمت کے پَر پھیلا دو، ان کو اپنے پَروں کے نیچے لے لو۔ ساری باتیں بظاہر مکمل ہو گئیں۔ پھر فرمایا نہیں مکمل ہوئی جب تک یہ دعا ساتھ نہیں کرو گے اس وقت تک تم حقیقت میں

احسان کا بدلہ احسان کے ذریعے

نہیں دے سکو گے۔ پس اس دعا نے اس مضمون کو مکمل کیا۔ اس دعا کے وقت ان سب باتوں کو اگر ہم پیش نظر رکھیں تو اس دعا میں بہت گہرائی

پیدا ہو جاتی ہے اور بہت عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ دُعا اگلوں کے لئے بھی مفید ہے اور گذرے ہوؤں کے لئے بھی مفید ہے اور ہر طرف برابر اثر دکھاتی ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے ساتھ

اس مضمون کا بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ سوسائٹی میں وحدت توحید کے اعلیٰ قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور سوسائٹی میں وحدت تبھی ممکن ہے اگر والدین کا اولاد کے ساتھ اور اولاد کا والدین کے ساتھ گہرا اٹوٹ تعلق قائم ہو چکا ہو۔ اسی کے نتیجہ میں خاندان استوار ہوتے ہیں اسی کے نتیجہ میں سوسائٹی میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ جہاں خاندانی رشتے ٹوٹ جائیں جہاں والدین اپنی اولاد سے الگ ہونے شروع ہو جائیں وہاں سوسائٹی پارہ پارہ ہو کر بکھر جاتی ہے اور ایک بکھری ہوئی منتشر سوسائٹی توحید پر قائم نہیں ہوا کرتی پس وحدت کے ساتھ اس مضمون کا ایک دوہرا گہرا تعلق ہے یعنی ایک تعلق تو یہ ہے کہ خدا کو اپنی توحید کے بعد سب سے زیادہ یہ چیز پیاری ہے کہ مومن احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینے والا ہو۔ اور دوسرا تعلق یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔

اب ایک اور دُعا

میں آپ کو بتاتا ہوں قرآن کریم میں سورۃ الکہف آیت ۱۱ میں یہ دُعا بیان ہوئی ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی جناب سے اپنے حضور سے رحمت عطا فرما وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا اور ہمارے لئے اپنی جناب سے ہدایت اور رُشد کے سامان پیدا فرما دے ہمیں ہدایت اور رُشد عطا فرما۔ اس دُعا کا بھی ایک پس منظر ہے یہ دُعا اُن اصحاب کہف کی دُعا ہے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اُن پر جب دُنیا تنگ ہو گئی جب سطح زمین پر بسنا اُن کے لئے ممکن نہ رہا تو بجائے اس کے کہ وہ توحید سے تعلق توڑتے انہوں نے یہ زیادہ پسند کیا کہ سطح زمین پر بسنے کی بجائے غاروں میں اُتر جائیں اور بنی نوع انسان سے چھپ کر اپنی زندگی بسر کریں تاکہ توحید پر قائم رہ سکیں۔

پس اس دُعا کا بھی توحید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب نوجوانوں کی ایک جماعت (فتیہ سے مراد نوجوانوں کی جماعت ہے) غار میں داخل ہونے لگے۔ غاروں کی طرف مائل ہو گئے اور یہ غاروں کی زندگی بسر کرتے ہوئے انہوں نے دُعا کی کہ اے خدا دنیا سے تو ہمیں اب رحمت کی کوئی اُمید نہیں رہی رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً میں مِنۡ لَّدُنۡکَ پر بہت زور ہے۔ مِنۡ لَّدُنۡکَ کا مطلب ہے کہ اب اپنی جناب سے تو نے جو کچھ دینا ہے عطا کرنا ہے اگر دُنیا میں کوئی رحمت کا دور باقی ہوتا تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ انسانوں کی طرح سطح زمین پر بسنے کی بجائے ہم جانوروں کی طرح غاروں میں اُتر جاتے۔ یہ عیسائیت کی پہلی صدی اور پھر دوسری اور تیسری صدی کے اُن موحدین کا ذکر ہے جنہوں نے توحید کی خاطر عظیم الشان قربانیاں دی ہیں اور یہ قربانیاں اُن کو رومن حکومت کے مظالم کے مقابل پر بھی دینی پڑیں اور بعض عیسائی متعصب فرقوں کے مقابل پر بھی دینی پڑیں جو رفتہ رفتہ توحید سے تثلیث کی طرف گمراہ ہو چکے تھے۔ پس اُن کا یہ ذکر تاریخی لحاظ سے ہر اس قوم کے لئے اہمیت رکھتا ہے جس کو خدا کی راہ میں تکلیفیں پہنچائی جائیں گی اور بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈالا جائیگا۔ اس سے پہلے میں نے حضرت یوسفؑ کی ایک دُعا آپ کے سامنے رکھی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت ہی حسین قصہ ہے کہ یوسف نے یہ دُعا کی کہ اے خدا یہ عورتیں جن لذتوں کی طرف مجھے بلاتی ہیں رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ اے میرے اللہ مجھے قید خانہ زیادہ پیارا ہے بجائے اس کے کہ میں اِنکی دعوت کے نتیجہ میں دنیاوی لذتوں کو اختیار کرلوں اور تیری رضا کو ترجیح کردوں۔ یہ اس سے ملتی جلتی دُعا ہے۔ عیسائی قوم نے بھی آغاز میں خدا کی خاطر بہت ہی عظیم الشان قربانیاں دی ہیں اور اُن کی قربانیوں کی یاد زندہ رکھنے کے لئے قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ اُنہوں نے دُنیا کی سطح کے مقابل پر غاروں میں بسنا پسند کیا۔ تہذیب کو چھوڑ کر پہلے زمانوں کی طرف لوٹ گئے جبکہ انسان ابھی متمدن نہیں ہوا تھا اور یہ عرض کیا اے خدا اب ہمیں دُنیا والوں سے رحمت کی کوئی اُمید نہیں رہی۔ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً اب تیرے سوا کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے تو اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا اور محض اپنے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں ہمیں ہدایت پر قائم رکھنا کیونکہ ہدایت کی خاطر ہم یہ قربانی دے رہے ہیں اگر غاروں میں بسنے کے باوجود ہم ہدایت سے خالی ہو گئے یا دوبارہ گمراہ ہو گئے تو ہماری یہ قربانیاں ضائع جائیں گی۔

جماعت احمدیہ کے حالات

پر یہ دُعا بہت صادق آتی ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ پہلے مسیح کے ماننے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے اب اپنے لئے وہی ترجیحات قائم رکھیں جو پہلے مسیح کے ماننے والوں نے اپنے لئے قائم رکھی تھیں کہ دُنیا کی خاطر ہدایت کو قربان نہیں ہونے دیں گے اور مظالم سے گھبرا کر وہ ہدایت کی راہ نہیں چھوڑیں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اگر تمام انسانی حقوق سے محروم بھی کر دیئے جائیں گے تب بھی وہ خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرتے ہوئے اس زندگی کو خوشی کے ساتھ قبول کرلیں گے۔ اس لئے مجھے اس کا خیال آیا کہ بعض دفعہ پاکستان میں تکلیفیں اُٹھانے والے بعض احمدی مجھے شکایت کے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہماری ترقیات رُک گئیں۔ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ تعلیم کے معاملے میں ہم سے بُرا سلوک ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق ادا نہیں کئے جا رہے اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ تو مسیح محمدی کو ماننے والے ہیں اور مسیح موسوی کی قوم نے کتنی عظیم الشان قربانیاں دی تھیں اور کتنے تہاعت قدم کے ساتھ اُن قربانیوں پر قائم رہے تھے اور کچھ بھی پرواہ نہیں کی تھی کہ اُن کو انسانی حقوق سے کس حد تک محروم کیا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے اس حد تک محروم کر دیا گیا کہ سطح زمین پر بسنا اُن کے لئے ممکن نہیں رہا۔ انسانوں والی زندگی بسر کرنا اُن کے لئے ممکن نہیں رہا۔ پس اگر مسیح موسوی کے غلاموں نے ایسا عظیم الشان قربانی کا مظاہرہ کیا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مسیح کی طرف منسوب ہو کر یہ ادنیٰ چھوٹی چھوٹی باتیں اس جماعت کو زیب نہیں دیتیں۔ دشمن جو چاہتا ہے کرگذرے جب تک چاہتا ہے اپنے مظالم پر اصرار کرتا چلا جائے مگر یہ دُعا مانگتے ہوئے اگر جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ سے صبر مانگے گی اور رُشد مانگے گی تو انشاء اللہ اُن کے حوصلے کبھی ناکام نہیں ہوں گے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ اُن کے حوصلوں کو بلند رکھے گا۔ اب

ایک دُعا حضرت زکریا کی

میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اولاد کی تمنا میں کی گئی ہے مگر یہ کی اولاد کی تمنا ہے کیونکہ ایسی تمنا کی گئی ہے اس کا پس منظر ہے پہلے حضرت زکریا کی ایک دُعا میں آپکے سامنے بیان کر چکا ہوں یہ

دُعا اپنی ایک الگ شان رکھتی ہے

بڑا گہرا اس میں درد ہے اور بہت ہی زیادہ خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں استقلال کا اظہار ہے کٓہٰیٰعٓصٓ یہ وہ حروف ہیں جو حروف مقطعات کہلاتے ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ کی بعض صفات بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم اپنے ایک خاص بندے زکریا کے ساتھ تیرے رب کی رحمت کا ذکر کرنے لگے ہیں۔

جب کوئی خاص اہم بات ہو تو تمہیداً اس سے پہلے متوجہ کیا جاتا ہے کہ دیکھو دیکھو اب بہت عظیم الشان ذکر ہونے والا ہے تو اس طرح قرآن کریم نے اس مضمون کا عنوان باندھا ہے پہلے اپنی وہ صفات بیان فرمائیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح فتح البیان میں یہ مذکور ہے کہ اُم ہانی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ک" سے مراد کافٍ ہے۔ یعنی خدا اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں یہی لفظ کافٍ پایا جاتا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے جس کی انگوٹھیاں احمدی اکثر پہنے پھرتے ہیں۔ تو پہلی بات تو "ک" ہے کہ خدا سے مایوس ہونے کا کیا سوال ہے کیا وہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں پھر "ہ" سے مراد ہادی ہے یعنی ہدایت دینے والا وہی ہے جو اپنے بندے کو ہدایت پر قائم رکھے تو رکھے ورنہ انسان اپنی طاقت سے ہدایت پر قائم رہ نہیں سکتا۔ "ی" کا لفظ مطلب کا ہے کہ اے خدا جو کافی ہے اور ہادی ہے اور "ع" سے مراد عالم یا علیم اور "ص" سے مراد صادق ہے۔

عالم ان معنوں میں یعنی اس لئے اس موقع پر اس کا استعمال ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کسی کے لئے کوئی اولاد مفید ہے یا نہیں ہے۔ کیوں اولاد عطا فرماتا ہے؟ کیوں نہیں اولاد عطا فرماتا۔ اور صادق ان معنوں میں کہ اگر وہ وعدہ کرلے تو ضرور پورا ہوتا ہے۔ خواہ بظاہر اولاد کے پیدا ہونے کا کوئی امکان بھی باقی نہ ہو پس ان صفات الٰہی کے ذکر کے بعد فرمایا اب ہم تجھ سے اپنے ایک بہت ہی پیارے بندے زکریا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہیں۔ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا اس نے ہلکی ہلکی آواز میں جس طرح ایک آدمی کراہتا ہے اور گلے اور منہ سے دردناک سی آوازیں نکلتی ہیں گو بظاہر دوسرے آدمی کو وہ پوری طرح سمجھ بھی نہیں آتیں لیکن یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ بہت ہی کوئی دردناک بات ہو رہی ہے تو اس حالت میں حضرت زکریا نے اپنے رب سے ایک دعا مانگی۔ وہ یہ تھی قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا۔ اے میرے اللہ! میری ہڈیاں نرم پڑ چکی ہیں۔ اور بڑھاپا میرے سر پر غالب آگیا ہے اور اس طرح وہ بھڑک اٹھا ہے۔ جس طرح آگ روشن ہو جاتی ہے۔ اس طرح سفیدی سے میرا سر روشن ہو گیا ہے۔ وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا اے اللہ میری دعا کو دیکھ کہ اب تک میں اپنی دعا سے جو میں تیرے حضور کر رہا ہوں مایوس نہیں ہوا۔ کتنی عظیم الشان دعا ہے۔ ایک بوڑھا آدمی جس کی ہڈیاں گل گئی ہوں جس میں پوری طرح کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی ہو کہ اس کے بال سفید ہو چکے ہوں اور صرف یہی نہیں بلکہ یہیں آگے جاکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا۔ اے خدا! صرف میں ہی کمزور نہیں ہوں میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ اس میں بھی بچہ دینے کی کوئی جان نہیں ہے۔

کتنا عظیم توکل ہے

کہ اس کی کوئی مثال دنیا میں کہیں آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ ایسی عظیم دعائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے لئے محفوظ کر دی ہیں۔ اهدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگنے کیلئے تو مرحلے ہو گئے ہیں۔ جتنا مشکل رستہ ہے اتنا ہی آسان ہو جاتا ہے جب ہم انعام پانے والوں کی دعاؤں کا ذکر قرآن کریم میں پڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ وہ رستے آسان ہوئے کیسے تھے؟ تو اب سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے مجھ سے یہ دعا کی۔ میری ہڈیاں نرم پڑ چکی ہیں۔ میرا سر سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا اے اللہ آج تک میں (تجھ سے) تیری رحمت سے مایوس نہیں ہوا۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ میں اپنے بعد اپنے شریکوں سے ڈر رہا ہوں کہ وہ پتہ نہیں ہم لوگوں سے کیا سلوک کریں گے وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا اور میری بیوی بانجھ ہے اس کا کوئی بچہ نہیں جو اس کی نگہداشت کر سکے۔ اس کے لئے کھڑا ہو سکے۔ اس کی حمایت کر سکے۔ یہ تنہا اس دنیا میں رہ جائے گی فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا۔ مجھے اپنی جناب سے کوئی ولی کوئی دوست عطا فرما۔ اور ولی کی دعا نے اس کی نیکی کی دعا بھی ساتھ ہی مانگ لی کیونکہ بد اولاد نیک لوگوں کی ولی نہیں ہوا کرتی۔ کیسی فصاحت و بلاغت ہے۔ حضرت زکریا کی دعا؟ واقعی یہ تو کہتے ہیں سنہری حرفوں سے لکھنے کے لائق ہے مگر سنہری حرف کیا چیز ہیں جس دعا کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں محفوظ کر لیا اس سے زیادہ روشن اور کوئی چیز، کوئی روشنائی اس کو ہمیشہ کیلئے قائم نہیں رکھ سکتی۔ پھر کہا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ کہ میں ایسی دعا چاہتا ہوں جو میرا اور آل یعقوب کا ورثہ پائے اور یہ ورثہ نیکیوں کا ورثہ تھا۔ کوئی دنیاوی دولتوں کا ورثہ نہیں تھا وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا۔ اور ایسا اس کو بنا جس سے تو راضی ہو جائے۔

اب جیسا کہ یہ دعا ہے ظاہر ہے کہ یہ دعا یوں لگتا ہے کہ نامقبول ہو ہی نہیں سکتی، جس طرح اس کا مضمون اٹھایا گیا ہے جس طرح اس کا آغاز کیا گیا ہے، پڑھتے پڑھتے انسان کا دل یقین میں ڈوب جاتا ہے۔ انسان کا دل بے اختیار گواہی دینے لگتا ہے کہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس دعا کو نامنظور فرما دے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد یہ نہیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی بلکہ بے ساختہ جواب دیا ہے کہ یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ۔ اے میرے بندے زکریا ہم تجھے ایک غلام کی خوشخبری دے رہے ہیں اسْمُهٗ یَحْیٰى اس کا نام یحییٰ ہوگا لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۔ اس نام کی کوئی مثال اس سے پہلے دکھائی نہیں دیتی۔

دنیا میں کبھی کسی نے اپنے بیٹے کا یہ نام نہیں رکھا جو آج ہم بتا رہے ہیں پس یہ ایک غیر معمولی بیٹا ہوگا۔ اور بے مثال جیسا کہ خود ہوگا ویسا ہی اس کا نام ہوگا۔ اِسْمُهٗ یَحْیٰى اور اس کا نام یحییٰ ہے۔

اب یحییٰ نام کا تو مطلب ہے زندہ رہنے والا۔

یحییٰ نام کیوں رکھا گیا

حقیقت یہ ہے کہ اس میں ان کی شہادت کی بھی خوشخبری تھی۔ حضرت یحییٰ شہید ہوئے ہیں اور شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور لفظ حی کا ان پر اطلاق پاتا ہے۔ تم ان کو بے وقوفی سے مردہ سمجھتے ہو لیکن وہ ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے بعض حکمتوں کے پیش نظر حضرت زکریا کو جو اولاد سے محروم رکھا تھا ان حکمتوں کے پیش نظر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اولاد سے محروم رکھا گیا۔ اور ان حکمتوں کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ سلسلہ آگے نہ چلے کیونکہ یہ سلسلہ تبدیل ہونے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان حکمتوں کو تو تبدیل نہیں فرمایا لیکن دعا کو پھر بھی قبول فرمالیا اور حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا کہ وہ زندہ رہے گا۔ یہاں زندگی کی یہ خوشخبری ہے کہ جب تک تو جیے گا تو اسے زندہ دیکھے گا۔ جب تک تیری بیوی زندہ رہے گی وہ اس کو زندہ دیکھے گی اور تم دونوں کو اس بچے کی طرف سے کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔ تم دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ بعد میں اس کو ہمیشگی کی زندگی عطا کی جائے گی جو شہادت کے ذریعہ عطا ہوتی ہے۔

پس دعاؤں پر اگر آپ غور کریں جو قرآن کریم میں محفوظ ہیں [illegible] تو عظیم الشان مضمون کے سمندر ہیں جن کو [illegible]

بند کئے گئے ہیں اور دعائیں قبول کیوں ہوتی ہیں؟ اور کس وجہ سے ہوتی ہیں؟ وہ تمام باتیں، وہ مصلحتیں بھی ان دعاؤں کے اندر مضمر ہیں بظاہر نظر سے چھپی ہوئی ہیں لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو سمجھ آ سکتی ہے۔ پس وہ والدین جو اپنے لئے ایسی اولاد کی دعا کرتے ہیں کہ جو محض ایک طبعی تقاضے کی دعا ہوا کرتی ہے کہ ہمیں بیٹا دے، ہمیں بیٹا دے کیوں دے؟ اس سے کوئی بحث اُن کو نہیں ہوتی۔ نیک ہو یا بد ہو۔ اس سے اُن کو کوئی بحث نہیں ہوتی وہ تو اپنے طبعی تقاضے کی وجہ سے بس اس تمنا میں مر رہے ہوتے ہیں کہ ہم بے اولاد مرے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کی دعائیں ہمارے لئے محفوظ رکھی ہیں جن

بزرگ خواتین

کی دعائیں ہمارے لئے محفوظ فرمائی ہیں وہاں ہمیشہ ایسی اولاد کی تمنا کی گئی ہے جو نیک ہو، جو خدا والی ہو، جو بزرگوں کے ولی بننے کی اہلیت رکھتی ہو، اور جو اپنے بزرگ والدین کی نیکیاں ورثے میں پانے والی ہو۔ پس ان لوگوں کو بھی جو اولاد کی نعمت سے محروم ہیں اسی جذبہ کے پیش نظر اسی سنت کے مطابق دعائیں کرنی چاہئیں اور ہمیشہ نیک اولاد کی دعا کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس کے سوا اولاد کی جو دعائیں ہیں سب مردود اور دنیا کے قصے ہیں اُن کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ اب

ایک دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی بیان کر کے پھر میں سر دست اس مضمون کو یہاں ختم کروں گا کیونکہ آج خدام کا اجتماع ہے اور آج بھی یہاں بہت سے پروگرام ہونے والے ہیں باقی مضمون انشاء اللہ بعد میں جاری رہے گا۔

حضرت موسیٰ کی یہ دعا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ اے میرے اللہ میرا سینہ کھول دے اے میرے رب میرا سینہ کھول دے وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور جو فریضہ تو نے مجھ پر عائد فرمایا ہے اُسے آسان کر دے۔ داعیین الی اللہ جو خدا تعالیٰ کی راہ کی طرف بلانے کے لئے نکلتے ہیں اُن کے لئے یہ دعا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس دعا کو ذہن میں رکھ کر اور اسی طرح یہ دعا کرتے ہوئے جس روح اور جذبے کے ساتھ حضرت موسیٰ نے یہ دعا کی تھی، اگر کوئی داعی الی اللہ وقت کے بڑے بڑے جابر کو بھی دعوت دینے کے لئے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُس کو شرح صدر عطا ہو گا، اُس کی زبان کھولی جائے گی اُس کی مشکلات آسان کی جائیں گی اور اس جابر کے خوف سے اُس کو بچایا جائیگا۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ کہ مجھ سے تو صحیح گفتگو نہیں ہوتی۔ میں تو تتلاتا ہوں اور اٹک کر بولتا ہوں۔ اور وقت کے اس زمانہ کے سب سے بڑے جابر کے پاس تیرا پیغام لے کر جا رہا ہوں تو تو ہی ہے جو

میری زبان کی گرہ کشائی فرما

اور اس گرہ کو کھول دے۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ اور ایسی فصاحت کلام عطا کر کہ جو میں کہوں اس کو خوب اچھی طرح وہ لوگ سمجھنے لگیں۔ صرف میں بات ہی نہ کرنے والا ہوں بلکہ وہ بات ذہنوں سے دلوں تک اُتر جانے والی ہو اور وہ خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہوں۔ پھر عرض کیا وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ لیکن میرے اہل میں سے ایک وزیر بھی میرا مقرر فرما دے۔ هٰرُوْنَ اَخِيْ یہ میرا بھائی ہارون ہے میں اس کی تجھ سے التجا کرتا ہوں اُخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ۔ اس کے ذریعہ میرا بازو میری طاقت کو مضبوط فرما دے وَاَشْرِكْهُ فِيْۤ اَمْرِيْ اور میرے ساتھ جو تو نے نیکی کا معاملہ کیا ہے اس میں اس کو بھی شریک کر دے ـــــ پس دنیا میں تو انسان شریک نہیں چاہتا لیکن نیکیوں میں شریک چاہنے کی دعا ہمیں بتائی گئی ہے کہ یہ ایک ایسی دولت نہیں ہے کہ جس کو تم اپنے تک محدود رکھو اور دوسروں تک پہنچانے سے بخل سے کام لو۔ اس میں خدا تعالیٰ سے خود شریک مانگا کرو۔

کبھی نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا۔ اے خدا یہ اس لئے ہو کہ ہم سب مل کر پھر تیری خوب تسبیح کریں وَنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا۔ اور خوب تیرا ذکر کیا کریں۔ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا اے خدا تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے ـــــ اس دعا میں حضرت موسیٰ نے جو وزیر مانگا اُس کی دلیل یہ دی کہ میں بول نہیں سکتا۔ اگرچہ یہ دعا بھی ساتھ کی کہ اے خدا میری زبان کی گرہ کھول دے، مجھے بولنے کی طاقت عطا فرما اور صحیح بولنے کی طاقت عطا فرما میرا پیغام مخاطب خوب اچھی طرح سمجھ سکے اس کے باوجود اپنا ایک وزیر مانگا کیونکہ دل میں پوری طرح اطمینان نہیں تھا کہ میں اس حق کو ادا کر سکوں گا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں دعائیں قبول کر لیں۔ وزیر تو بنا دیا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضرورت اس کی کوئی نہیں ہے اور بڑا دلچسپ مضمون پیدا ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے حکم دیا تو موسیٰ کی دعا کے نتیجہ میں دونوں کو حکم دیا۔ کہا! اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى اے موسیٰ اور اے موسیٰ کے بھائی تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ اُس نے بہت ہی سرکشی سے کام لیا ہے۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا اور تم دونوں اس سے بات کرتے ہوئے نرمی کی بات کرنا کیونکہ وہ دنیا کا ایک بہت بڑا انسان ہے۔ اور سخت کلامی سے وہ بات سمجھ نہیں سکے گا۔ یہاں

قَوْلًا لَّيِّنًا کہنے کی کیا ضرورت تھی

حقیقت میں یہ حضرت موسیٰ کی دعا کا جواب ہے حضرت موسیٰ نے عرض کیا تھا يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ۔ اے خدا ایسی بات کہنے کی توفیق عطا فرما کہ وہ سمجھ جائیں پس قولِ لیّن کسی فرعون کے رُعب کی وجہ سے نہیں ہے، اُس کے خوف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ انسانی فطرت کا یہ راز کھولا جا رہا ہے کہ جب تم بڑے آدمیوں سے بات کرو تو اگر تم اکڑ کر بات کرو گے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ تم خدا کے نمائندہ ہو، تمہیں نرمی کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو بات تو تم کر لو گے، اللہ تمہیں بچا بھی سکتا ہے۔ لیکن پھر وہ بات سمجھیں گے نہیں۔ ایسے دنیا دار لوگ جو دنیا کی بڑائیوں کے نتیجہ میں اپنے آپ کو بہت اونچا سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ نرم بات سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ نرمی کی بات اُن پر اثر کر سکتی ہے۔ سخت بات اور اونچی بات سے وہ زیادہ بھڑک اُٹھتے ہیں اور بدک جاتے ہیں۔ پس قَوْلًا لَّيِّنًا کی یہ نصیحت دراصل يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ کی دعا کی استجابت کا ایک نشان ہے۔ اسی کے نتیجہ میں یہ ہدایت فرمائی گئی ہے، لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى اسی طرح ایک صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ شاید وہ نصیحت پکڑے یا شاید خدا کا خوف اختیار کرے تو جب یہ دونوں پہنچے۔ دیکھیں یہاں ہر جگہ دونوں کو حکم دیا گیا ہے تثنیہ کے صیغہ سے۔ فرعون دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ موسیٰ کو مخاطب ہو کر اُس نے کہا فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى اے موسیٰ تو بتا کہ تم دونوں کا رب کون ہے؟ فرعون بھی سمجھ گیا تھا کہ ہیں یہ دونوں ہی نمائندہ۔ مگر بڑا نمائندہ یہ ہے اس لئے میں اسی کو مخاطب ہوں گا اُس کے بعد ساری گفتگو حضرت موسیٰ نے کی ہے۔ حضرت ہارون ایک لفظ نہیں بولے۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى موسیٰ نے جواب دیا دونوں نے جواب نہیں دیا۔ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ وہی ہمارا رب ہے جس نے ہر چیز کو خلقت عطا فرمائی ہے۔ ثُمَّ هَدٰى پھر اُسے ہدایت کے رستہ پر ڈال دیا۔ پس دیکھیں کس لطافت اور باریکی کے ساتھ ساری دعا قبول ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ موسیٰ کو طاقت عطا کی جائے گی اور اسے کبھی وزیر کی ضرورت نہیں ہو گی مگر چونکہ اپنے اس عاجز بندے سے خدا کو بہت پیار تھا اور اُس نے نیکی میں ایک شریک مانگا تھا اسلئے خدا نے وہ دعا بھی قبول کر لی اور وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۔ والی دعا

بھی قبول کرلی۔ شرح صدر بھی عطا فرما دیا اور سارے قرآن کریم میں جہاں بھی فرعون کے ساتھ مکالمے کا ذکر ہے وہاں ہر جگہ آپ صرف حضرت موسیٰ کو بات کرتے ہوئے سنیں گے اور کہیں بھی حضرت ہارون کا کوئی ذکر فرعون سے گفتگو کرنے میں موجود نہیں ہے۔

پس

داعیین الی اللہ کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے لئے مددگار مانگیں

اپنے بھائیوں کو اپنا شریک بنائیں اور دعا کی نعمت میں ان کو اپنا ساتھی بنائیں جو وہ خدا تعالیٰ سے پاتے ہیں اس میں کنجوسی نہ کریں لیکن دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خود کفیل بنا دے اور وہ اس لائق ٹھہریں کہ اُن کی باتیں ہر مخاطب غور اور تدبر سے سُنے۔ ذکر الٰہی کا اُن کے دل پر اثر پڑے، خدا کا خوف کرے اور بات کو سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آئندہ جمعہ میں انشاء اللہ یہ مضمون جاری رہے گا۔ لیکن یہ خطبہ ختم کرنے سے پہلے میں

ایک اور دُعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔

جاپان کی جماعت ماشاء اللہ باوجود بہت چھوٹی جماعت ہونے کے اور مالی لحاظ سے درمیانے درجہ کے ہونے کے باوجود قربانیوں میں بہت نمایاں ہو چکی ہے۔ ایک تو یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کی استطاعت بڑھاتا چلا جائے اور استقامت عطا فرمائے اور یہ وقتی قربانیاں نہ ہوں بلکہ ہمیشہ جاری آگے بڑھنے والی ہوں اور جس طرح وہ قربانیاں کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اُن کی استطاعت بڑھاتا چلا جائے خصوصیت کے ساتھ اس لئے یہ توجہ پیدا ہوئی کہ جب میں جاپان گیا تو وہاں ہمارے دو مشن ہیں لیکن باقاعدہ مسجد نہیں ہے اور مسجد کے لئے زمین خریدنا ہی بہت مشکل کام ہے۔ ایک تو جگہ نہیں ملتی آسانی سے۔ دوسرے بہت مہنگی زمینیں ہیں اور جماعت چھوٹی سی ہے اس میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اتنی بڑی جگہ خرید سکے۔ چنانچہ ابھی آنے سے پہلے مجھے جماعت جاپان کی مجلس شوریٰ کے فیصلے پہنچے ہیں اُن میں انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم خالصتاً اپنی طاقت سے کام لیتے ہوئے خود کفیل ہوتے ہوئے آئندہ تین سال کے اندر

جاپان میں پہلی احمدیہ مسجد بنائیں گے

اور پہلے سال کے لئے انہوں نے تین لاکھ پاؤنڈز کا وعدہ کیا ہے اگلے سال کے لئے تین لاکھ پاؤنڈز کا۔ اس سے اگلے سال تین لاکھ پاؤنڈز کا۔ اور جو حساب کیا گیا ہے اُس کی رُو سے فی احمدی دو سو پاؤنڈز مہینہ بنتا ہے اور آپ میں سے جن لوگوں نے سوسائٹی وغیرہ سے مکان خریدے ہوئے ہیں وہ سالانہ پانچ سو، چھ سو پاؤنڈز کچھ سود میں، کچھ قیمت میں ادا کرتے ہیں اُن کو پتہ ہے کتنا مشکل کام ہے لیکن چونکہ ذاتی گھر ہے اس لئے لوگ بڑی بڑی دقتیں برداشت کرتے ہیں اور سخت حالات میں بھی وہ قسطیں ادا کرتے چلے جاتے ہیں جاپان کی چھوٹی سی جماعت نے یہ عجیب مثال قائم کی ہے کہ خدا کے گھر کے لئے ساری جماعت نے اوسطاً دو سو پاؤنڈ مہینہ کے چندہ کی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ جس طرح بھی ہو ہم انشاء اللہ آئندہ تین سال میں پہلی باقاعدہ مسجد جاپان میں بنا کر چھوڑیں گے۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو اس عزم کو پورا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اُن کی استطاعت بڑھائے اُن کے حوصلے بلند رکھے اُن کو اپنی نیکیوں پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ اور جتنا وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس سے بہت زیادہ غیب سے اُن کو عطا کرتا چلا جائے۔

امتحان کتب اصحاب مجلس انصار اللہ بھارت 25 اگست کو ہوگا۔ انشاء اللہ

ہفتہ قرآن مجید

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ہفتہ قرآن مجید یکم تا ۷ جولائی کی تاریخوں میں منانے کا اہتمام کریں تقاریر کے لئے بعض عنوان درج ذیل ہیں:-

• قرآن مجید ایک دائمی اور عالمگیر شریعت ہے۔
• قرآن مجید کی عظمت و شان • قرآن مجید کے دنیا پر احسانات
• ہستی باری تعالیٰ اور قرآن مجید • قرآن کریم کی تعلیم عالم آخرت کے متعلق • قرآن کریم کی رو سے علم و معرفت الٰہی کے حصول کے ذرائع
• قرآن کریم میں جملہ الہامی کتب کی قائم رہنے والی صداقتیں موجود ہیں • قرآن کریم کی رو سے اجمالی عالم اور ذکر الٰہی کی ضرورت و اہمیت
• فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ • تربیت اولاد اور اطاعت والدین کے متعلق قرآنی تعلیمات • لقاء الٰہی کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

تمام عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ ہفتہ قرآن مجید کو پورے اہتمام سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور جلسوں میں احباب جماعت، مرد و زن اور بچوں کو شریک کرکے قرآن کریم کے معارف سے آگاہ کریں اور مختصر جامع رپورٹیں نظارت تبلیغ میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مقابلہ مضمون نویسی

امسال کے انعامی مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "جلسہ سالانہ کی اہمیت و افادیت اور صد سالہ تاریخ" رکھا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ خدام اس میں حصہ لیں اور اپنے مقالہ جات اسر ستمبر تک مرکز میں ارسال کریں۔

مقالہ کم و بیش پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مجالس خدام الاحمدیہ جموں و کشمیر متوجہ ہوں

جملہ قائدین کرام مجالس جموں و کشمیر کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ آپ اپنی ماہانہ کارگزاری رپورٹ بروقت دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو ارسال کیا کریں۔ بہت کم مجالس کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوتی ہیں اگر آپ کے پاس ماہانہ رپورٹ کارگزاری فارم نہ ہوں تو دفتر کو جلد مطلع کریں تاکہ جلد ارسال کئے جا سکیں۔

(انچارج جموں و کشمیر سیکشن)

اعلانات نکاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۴ اپریل کو مسجد مبارک قادیان میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر جہت سے بابرکت اور ثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

① - مکرمہ رخسانہ شمیم صاحبہ بنت مکرم محمد وسیم احمد صاحب مرحوم فیض آباد یوپی کا نکاح مکرم غلام احمد صاحب ابن مکرم شمیم الرب صاحب گونڈہ یوپی کیساتھ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر قرار پایا ہے۔ خوشی کے اس موقعہ پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے ۲۱/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں جزاکم اللہ خیراً۔

② - مکرمہ امۃ الرشید ظفر صاحبہ بنت مکرم ظفر اللہ محمود سعیدی صاحب شموگہ کرناٹک کا نکاح مکرم حسین مختوم عطار صاحب ابن مکرم مختوم صاحب کیرلہ کرناٹک کیساتھ مبلغ دس ہزار ایک سو ایک روپے نقد اور دو تولے سونا حق مہر پر قرار پایا ہے۔

خوشی کے اس موقعہ پر مکرم ظفر اللہ محمود سعیدی صاحب نے مبلغ ۹۳/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاکم اللہ خیراً

شعبہ رشتہ ناطہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دُعا: خاکسار کے خاوند عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور کمزوری بہت زیادہ ہے۔ میں خود بھی ٹانگ میں شدید درد کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور رہتی ہوں مبلغ دس پاؤنڈ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے احباب ہم دونوں کی کامل شفا یابی کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ خاکسار: برکت بیگم کھوکھر بقلم سیف اللہ انگلینڈ

قادیان دارالامان میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

رپورٹ مرتبہ قریشی محمد فضل اللہ

قادیان ۲۷ر مئی ۹۱ء آج یہاں مسجد اقصیٰ میں جماعتی روایات کے مطابق شاندار طریق پر جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں انصار خدام اطفال نے شرکت کی جبکہ مستورات نے مسجد مبارک میں لاؤڈ اسپیکر کے انتظام کے ساتھ بھرپور استفادہ کیا۔

ٹھیک ۸.۴۵ پر زیر صدارت مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ کاروائی کا آغاز ہوا مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ نے سورۃ نور کے ایک رکوع کی باترجمہ تلاوت کی اس کے بعد مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مدراسی نے حضور ایدہ اللہ کا منظوم کلام سے

اے محبت کے پرستار زمانے والے
حبیت اک پیرہنیت کی ہو کہیں جگانے والے
خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا

سب سے پہلے مکرم مولوی محمد نسیم خاں صاحب نے بعنوان "خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دور دور از روئے قرآن مجید و احادیث نبویہ" تقریر کی سورۃ نور کی ایک آیت سے استنباط کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ نبی ایک نور ہوتا ہے اور نبوت کے ساتھ ایک نور اترتا ہے اور خلافت کے ذریعہ اس نور کو آگے پھیلایا اور ممتد کیا جاتا ہے جس طرح کہ خلافت راشدہ میں ہر خلیفہ کے ذریعہ نبوت کا دور ممتد ہوتا چلا گیا اور یہ نور مشرقی اور مغربی امتیاز سے پاک ہوتا ہے جس کی بنیاد صرف تقویٰ پر ہوتی ہے مقرر موصوف نے امت موسویہ اور امت محمدیہ کے دور کی مماثلت اور ہر دور کے خلفاء کی مماثلت کا ذکر کیا اور خلافت کی ضرورت و اہمیت پر بتفصیل روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم و محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "خلافت رابعہ کی برکات" پر کی آپ نے بتایا کہ خلافت رابعہ کے درخشندہ دور کو خدا تعالیٰ نے کئی خصوصیات سے نوازا ہے۔ جس میں سے ایک عظیم الشان خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے دور میں جماعت کی مختلف قسم کی صدیاں مکمل ہوئی ہیں جو بہت اہمیت کی حامل ہیں مثلاً ۱۹۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر سو سال مکمل ہوئے ۱۹۸۶ء میں پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان نشان رحمت پر صدی مکمل ہوئی ۱۹۸۹ء میں قیام جماعت کی صدی مکمل ہونے پر صد سالہ جشن تشکر منایا گیا ۱۹۹۱ء میں دعویٰ مسیح موعود پر سو سال گزرے ۱۴۱۱ ہجری میں کسوف و خسوف پر سو سال کا عرصہ ختم ہوا اور اب ۱۹۹۱ء کے دسمبر میں جلسہ سالانہ پر سو سالہ مدت پوری ہو جائے گی۔

سو سال کا ایک طویل عرصہ گزار کر جماعت نئی صدی میں داخل ہو چکی ہے اور عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں اور آئندہ ہونے والی ہیں۔

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کی قربانیوں کا بھی ذکر کیا موصوف نے خلافت رابعہ کے دور میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر ہونے والے افضال و برکات ترقیات کو تفصیل سے بیان کیا

ازاں بعد عزیز عطاء اللہ ناصر نے نظم ع

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم و محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی "دور حاضر میں خلافت کی ضرورت و اہمیت" کے عنوان پر تھی آپ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا اور ۲۷ر مئی کو حضرت حافظ حاجی نور الدین صاحب مسند خلافت پر متمکن ہوئے اس دن کی اہمیت اور یاد تازہ کرنے کے لئے ہم جلسہ یوم خلافت منعقد کرتے ہیں۔ مقرر موصوف نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ اب مسلمان ایسی ملت ہیں جن کا کوئی پاسبان اور لیڈر نہیں ان کا کوئی واجب الاطاعت امام نہیں جس کا اظہار اکثر مسلمان لیڈر کرتے رہتے ہیں۔ کہ مسلمان۔ خلافت نہ ہونے کی وجہ سے بکھری ہوئی بھیڑوں کی طرح ہیں خیر امت ہونے کے باوجود ماریں کھا رہے ہیں باوجود اس کے کہ مال و دولت بہت ہے دنیا کی بڑی طاقت ہیں لیکن ادبار و تنزل میں پڑے ہوئے ہیں صرف اسی وجہ سے کہ جو لیڈر شپ خدا نے ان کو دی تھی اسے ٹھکرا دیا اور اب ان کا کوئی ایسا امام نہیں جس کے ساتھ ہو کر لڑائی کر سکیں دشمن کا مقابلہ کر سکیں اور ظالموں سے بچنے کے لئے کوئی ان کی صحیح راہنمائی کر سکے۔ آخر پر آپ نے جماعت احمدیہ میں خلافت حقہ کا قیام اور اس کے نتیجے میں ملنے والی برکات و ترقیات کا دلنشین انداز میں تذکرہ کیا

صدارتی خطاب

صدر محترم نے جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے تاریخی پس منظر مخالفین کی ریشہ دوانیوں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی نصیحت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جملہ حاضرین نے متفقہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اسی طرح انتخاب خلافت ثانیہ کا تاریخی پس منظر اور خلافت کی ضرورت حضرت مصلح موعود کی نظر میں بیان کیا۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ اگر جماعت ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ چمٹی رہے گی تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہمارے حق میں بھی پورا ہوتا چلا جائے گا اس کے لئے ہمیں جماعت کی تعلیم و تربیت کی کوششوں کو تیز تر کرنا تعلیم سلسلہ سے آگاہ ہونا خلافت سے مضبوط رابطہ رکھنا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے۔

آخر پر صدر محترم نے اطاعت کی ضرورت و اہمیت پر زور دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ایمان افروز واقعات بیان کئے بعد دعا یہ اجلاس برخاست ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے حقیقی وابستگی نصیب فرمائے آمین

درخواست دعا

۱۔ مکرم حمید اللہ خاں صاحب افغانی سہارنپور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی دنیاوی ترقیات اور بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے۔

۲۔ مکرم الحاج عبد القیوم آف لکھنؤ دینی دنیاوی ترقیات خدمت سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق پانے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور جملہ افراد خانہ کی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے پختہ وابستگی کے لئے

۳۔ مکرم حافظ عبد القیوم صاحب فلک نما حیدر آباد سے اپنے بچے عزیز سلمان احمد کی صحت و سلامتی اور نیک صالح خادم دین بننے کیلئے اسی طرح خدمت سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق پانے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں

نوٹ: (قاری) نواب احمد گنگوہی قادیان

دو روزہ آل مہاراشٹرا احمدیہ مسلم کانفرنس کا عثمان آباد میں شاندار انعقاد

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کے ذریعہ مہاراشٹرا کی پہلی مسجد کا افتتاح

قرآن کریم کے تراجم اور جماعتی لٹریچر کی کامیاب نمائش

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ جماعت احمدیہ بمبئی

خدا تعالیٰ کے فضل سے مہاراشٹرا کی جماعتوں کو امسال بھی آل مہاراشٹرا کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ کانفرنس کا پروگرام صرف دو دن تھا لیکن اس کے ساتھ ہی مسجد کا افتتاح بھی ہونا تھا اور جماعت کی طرف سے ایک ہفتہ کتب نمائش کا بھی پروگرام رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام پروگرام بڑی ہی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے۔ الحمد للہ۔

کانفرنس کی تشہیر

صدر جماعت عثمان آباد اور محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مشورہ کے بعد کانفرنس اور نمائش کے سلسلہ میں ایک پریس نوٹ تیار کیا گیا۔ جس کو مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مراٹھی میں تیار کرکے اخبار والوں کو دے دیا۔ اس طرح کانفرنس سے پندرہ یوم قبل ہی ہماری کانفرنس اور نمائش کی بڑی تشہیر ہو گئی۔ مراٹھی کے نو کلے اخبارات کے علاوہ شولاپور ناندیڑ کے اخبارات نے بھی ہماری کانفرنس کی خبریں دو دو کالم کی ہیڈنگ کے ساتھ شائع کر دیں۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے شرکت کی۔ آپ کے علاوہ قادیان سے محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے شرکت فرمائی۔ نیز محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی محترم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ کیرالہ کے علاوہ مکرم ماسٹر محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا محترم عبد الصمد صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر و نائب امیر حیدرآباد مکرم سید جہانگیر علی صاحب نے شرکت فرمائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی آمد پر آپ کی گلپوشی کی گئی۔

نمائش کتب

اس موقعہ پر بمبئی سے خدام نمائش کا سامان لے کر مورخہ ۳۰ مئی کو عثمان آباد پہنچے۔ نمائش کے لئے بھارت ودیالے کے تین کمرے لئے گئے تھے نمائش کی خبر پہلے سے اخباروں میں شائع ہو چکی تھی اس لئے لوگوں میں نمائش دیکھنے کی پہلے سے دلچسپی تھی۔

چنانچہ ہماری پہلی مذہبی نمائش کا افتتاح ساڑھے پانچ بجے مکرم وشواس صاحب شندے صدر میونسپل کمیٹی عثمان آباد کے ہاتھوں ہوا۔ افتتاح کے بعد آپ نے اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے دیگر افراد نے پوری نمائش کا معائنہ کیا۔ جس میں سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخبہ آیات و احادیث۔ اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ چوبیس زبانوں میں مکمل تراجم قرآن کریم موجود تھے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا سیٹ ہندوستان کی مختلف زبانوں اور دیگر غیر ملکی زبانوں کا لٹریچر موجود تھا۔ دیواروں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر کے علاوہ مختلف ممالک میں جماعت کے کاموں کو پیش کرتی ہوئی تصاویر موجود تھیں۔

نمائش کے معائنہ کے بعد افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ خاکسار نے قرآن کریم کی تلاوت کی جس کے بعد مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے تعارف پیش کیا اور اس تقریب میں شامل میونسپل صدر اور دیگر تین افراد کی محترم عبد العظیم صاحب صدر جماعت عثمان آباد نے گلپوشی کی۔ بعدہٗ مہمان خصوصی اور دیگر تین افراد نے نمائش کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ایک رجسٹر میں اپنے خیالات رقم فرمائے۔ آپ نے تحریر فرمایا:-

"آج میں نے جماعت احمدیہ کی انٹرنیشنل نمائش کا افتتاح کیا جس میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر اسلامی و جماعتی تعارف کا لٹریچر مختلف زبانوں میں موجود ہے۔ اس سے عثمان آباد کے لوگوں کے علم میں اضافہ ہوگا۔ اس نمائش کے لگانے پر میں اپنی طرف سے اور عثمان آباد کے دیگر لوگوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

مہمان خصوصی نے لکھا:-

"جماعت احمدیہ کی طرف سے جو انٹرنیشنل نمائش لگائی گئی ہے۔ بہت ہی معلوماتی اور اچھی ہے۔ ایسی نمائش دوسری جگہوں پر بھی لگائی جائے اور جماعت سے متعلق اور مذہب کے متعلق لوگوں تک معلومات پہنچائی جائیں۔"

نمائش کے افتتاح کے موقعہ پر بھارت ودیالے اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کو اسکول میں اوّل دوم سوم آنے والے تمیز طلباء کو مراٹھی زبان میں منتخبہ آیات و احادیث اور اقتباسات کے سیٹ دیئے گئے۔ نیز جماعت کی طرف سے صدر صاحب میونسپل کمیٹی اور دیگر تین افراد کو [illegible] سیٹس کے علاوہ ایک ایک تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ اسی دوران تمام حاضرین کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ بعدہٗ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد دعا افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

تاثرات نمائش

نمائش بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ تک جاری رہی اس کو دیکھنے کے لئے تمام مذاہب و ملت والے تشریف لائے بعض افراد نے بہت ہی عمدہ تاثرات نوٹ بک میں لکھے ہیں اُن میں سے صرف ایک تحریر کرتا ہوں۔

جناب ارجن گوردھن واگمارے انچارج ضلع پریشد لکھتے ہیں:-

"اتنا عظیم کام دیکھ کر کوئی بھی نیک خیال انسان حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ نمائش دیکھ کر بہت عرصہ کی میری خواہش پوری ہو گئی۔ پیدائشی ہندو ہوتے ہوئے بھی مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ دنیا میں اس وقت جتنے بھی مذاہب ہیں اُن میں اسلام مذہب سب سے اونچا ہے۔ اور اس نمائش کے ذریعہ قرآن کریم کے کئی زبانوں میں جو تراجم دیکھنے کو ملے اس سے آج مجھے ایک الگ ہی قسم کا اطمینان حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ آج مجھے ہندی قرآن کی ایک کاپی ملی ہے۔ اس کے ذریعہ اسلام کیا چیز ہے اس بات کو اپنی سمجھ کے مطابق جان کر کم از کم اپنے دس ہندو بھائیوں کی راہ نمائی کرونگا۔ کیونکہ آج کل ایک دوسرے کو سمجھ کر نیکی کے راستہ پر چلنے کا وقت آگیا ہے۔ اس کی وجہ سے آج ہمارے ملک کو اور اس ملک میں رہنے والے سبھی بھائیوں کو فائدہ ہوگا۔"

عثمان آباد مسجد کا افتتاح

عثمان آباد میں تعمیر ہونے والی

مہاراشٹرا کی پہلی مسجد ہے۔ اس مسجد کے لئے مکرم عبد المجید صاحب مرحوم کے بچوں نے جگہ وقف کی تھی اور مکرم عبد المجید صاحب مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ عثمان آباد میں جماعت کی اپنی مسجد ہو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں درخواست کی گئی تو حضور انور نے ازراہِ شفقت مبلغ ڈیڑھ لاکھ پانچ ہزار روپے عنایت فرمائے اس میں افراد جماعت عثمان آباد نے مبلغ پینتیس ہزار کا وعدہ کیا تھا یہ مسجد دیکھنے میں عثمان آباد کی تمام مساجد سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔

کانفرنس سے دس دن قبل بمبئی سے خدام عثمان آباد چلے گئے تھے۔ کام کی تکمیل کے سلسلہ میں خدام نے عثمان آباد کے خدام کے ساتھ رات دن بہت کام کیا۔ آخری دو دن خدام پوری پوری رات کام کرتے رہے۔

افتتاح کے لئے ۱۰ رمئی بروز جمعہ مقرر کیا گیا تھا محترم صاحبزادہ صاحب دو پہر ڈیڑھ بجے مسجد میں تشریف لائے مسجد کے دروازہ میں کھڑے ہو کر پُرسوز دعا کروائی تمام مرد وخواتین آپ کے ساتھ دعا میں شریک ہوئے۔ بعد دعا مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ یادگیر نے جمعہ کی پہلی اذان دی۔ دوسری اذان کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں مسجد کی مذہبی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے اس کے ساتھ لگے ہوئے اس کے حقوق و فرائض کو بیان فرمایا۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اب اس مسجد کو آباد کاری کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

مسجد پر رات کو لائٹنگ کی گئی جو تین دن تک لگی رہی۔ خدا تعالیٰ اس مسجد کو جلد از جلد متقی افراد سے بھر دے۔ آمین

حضرت خواجہ شمس الدین غازی کی قبر پر دُعاء

عثمان آباد ساڑھے سات سو سال پہلے سے مسلمانوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ جس زمانہ میں اسلام ہندوستان میں پھیلا اور اولیاء اللہ نے مختلف علاقوں میں پھیل کر خدمتِ اسلام شروع کی اس زمانہ کے ایک ولی محترم خواجہ شمس الدین غازی رح نے اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دیا۔ عثمان آباد میں ہی انہوں نے ساڑھے سات سو سال قبل وفات پائی۔ اس علاقہ کے مسلمان ہر سال ان کا عرس مناتے ہیں۔ چونکہ یہ اس علاقہ کے بزرگ ہیں اور ولیوں میں شمار کئے جاتے ہیں اس لئے ان کے مزار پر جماعت کی طرف سے اجتماعی دُعا کا پروگرام بنایا گیا۔ مورخہ ۱۱رمئی بعد نماز فجر تمام افراد جماعت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ مزار پر حاضر ہوئے۔ اور اجتماعی دُعا کی گئی۔ بعدہٗ تمام افراد احمدیہ قبرستان تشریف لے گئے جو کہ حال ہی میں گورنمنٹ کیطرف سے جماعت کو ملا ہے وہاں مکرم عبد العظیم صاحب کے والد محترم عبد المجید صاحب مرحوم کی قبر پر اجتماعی دُعا کی گئی خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پریس کانفرنس

پریس کانفرنس بمقام ددیالے اسکول کے احاطہ میں ہی منعقد کی گئی تھی جہاں نمائش کا پہلے سے اہتمام تھا۔ یہ کانفرنس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوئی مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بعدہٗ اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

پریس نوٹ مراٹھی زبان میں لکھا گیا تھا جس کی ایک ایک کاپی سادہ کاغذ کے ساتھ سب نمائندوں کو دے دی گئی محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت آندھرا پردیش نے پریس نوٹ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا اور جماعت کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد تمام پریس نمائندوں نے بھی اپنا اپنا تعارف پیش کیا۔ پریس نمائندوں کی جانب سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوالات کے جوابات محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ کیرالہ محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی اور خاکسار برہان احمد ظفر نے تفصیل سے دیئے۔ سوالات کا سلسلہ ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کانفرنس میں پندرہ اخبارات کے دس نمائندوں نے شرکت کی تمام پریس نمائندگان نے نمائش کا معائنہ کیا۔ تیسرے اور چوتھے دن اکثر اخباروں نے خبریں شائع کیں۔

جلسہ یوم پیشوایانِ مذاہب

مورخہ ۱۱رمئی ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ عثمان آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد ہوا۔ یہ اجلاس مکرم عبد الصمد صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم کی۔ بعدہٗ اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ مکرم عبد المنان صاحب سالک قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام سے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

استقبالیہ تقریر

اس جلسہ کی استقبالیہ تقریر خاکسار نے کی خاکسار نے جلسہ یوم پیشوایانِ مذاہب منائے جانے کی غرض وغایت کو بیان کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر رمیش دسنت راؤ پاٹل صاحب کی تھی۔ آپ نے مراٹھی زبان میں شری رام چندر جی مہاراج کی سیرت وسوانح کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کی اس طرح کی کوششوں سے ہمارے سماج میں امن اور بھائی چارگی کا جذبہ پیدا ہونے میں مدد ملے گی۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم وید کمار ویڈا ملکار صاحب کی تھی۔ آپ نے ویدک دھرم کے بارے میں تقریر کی تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا۔ جماعت احمدیہ کی آل مہاراشٹرا کانفرنس میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ اور ۱۱رمئی ۱۹۹۱ء کے پیشوایانِ مذاہب کے جلسہ میں خوش قسمتی سے مقرر ہونے کی حیثیت سے شمولیت کا۔ جہاں مختلف مذاہب کے لوگوں کے خیالات سننے کا موقعہ ملا جسے سُن کر دل کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اس طرح کے پیار اور محبت اور دل کو موہ لینے والے پروگراموں کی اس ملک میں ان حالات میں بہت ضرورت ہے۔ میں اس پروگرام کے منتظمین کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر جناب ایڈووکیٹ اودے تلک صاحب نے فرمائی۔ آپ کی تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تھی آپ نے تقریر کا آغاز درود شریف سے کیا۔ اور جلسہ کے شروع میں جو قرآن کریم کی تلاوت کی گئی تھی اس کا ترجمہ مراٹھی میں بیان کرتے ہوئے آپ نے قرآن کریم کی تعلیم وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ کی تشریح بیان کی۔

آپ نے ہندو مسلم اتحاد کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہندو سے اگر ہ اور مسلم سے م لی جائے تو ہم بن جاتا ہے۔ اسکے بعد ہندو سے اگر ن اور مسلم سے سل لے لیا جائے تو نسل بنتا ہے اسکے بعد ہندو کی د اور مسلم سے م لیں تو دم یعنی خون بنتا ہے گویا ہم ایک نسل اور ایک ہی خون سے ہیں۔ ہماری نسل ایک ہے اور ہمارا خون ایک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی یہ تعلیم کہ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

چوتھی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی نے فرمائی۔ آپ کی تقریر سیرت موعود اقوام عالم پر تھی۔ آپ نے بتایا کہ تمام مامورین اللہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کا تعلق بندوں سے قائم کروائیں اور تمام مامورین نے ایک خدا کی ہی تعلیم کو پیش کیا ہے۔ آپ نے تمام مذاہب کی کتب سے حوالہ جات پیش کرتے ہوئے موعود اقوام عالم کی آمد کے متعلق علامات کو پیش فرمایا۔ نیز بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض تمام اقوام عالم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ (باقی آئندہ)

پروگرام دورہ

مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ بھارت

مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر اول مجلس انصار اللہ بھارت کیرلہ، آندھرا، کرناٹک کی مجالس کا مالی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ جس کی اطلاع دفتر ہٰذا کی طرف سے متعلقہ جملہ مجالس انصار اللہ کو دی جا رہی ہے۔ جملہ عہدیداران وارا کین مجالس موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

پروگرام دورہ بابت رشتہ ناطہ

مکرم بشارت احمد صاحب حیدرآبادی کارکن شعبہ رشتہ ناطہ ماہ جون کے آخری ہفتہ سے درج ذیل جماعتوں کا رشتہ و ناطہ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ تمام امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان رشتہ و ناطہ اور احباب جماعت سے موصوف سے تعاون کی درخواست ہے۔

بذریعہ خط عہدیداران جماعت کو تاریخ سے اطلاع کر دی جائیگی۔

حیدرآباد۔ سکندرآباد، چنتہ کنٹہ، جڑچرلہ۔ یادگیر۔ بنگلور۔ مرکرہ شیموگہ۔ تیماپور۔ دیودرگ۔ بمبئی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قائدین مجالس مطلع رہیں

یکم جولائی تا ۷ جولائی۔ ہفتہ مال کا انعقاد کرنا ہے۔ رپورٹیں ارسال کرنا نہ بھولیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ بھارت)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

۱۸، ۱۹، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۱ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے چودھویں اور اطفال الاحمدیہ بھارت کے تیرھویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کے لئے مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ چنانچہ ان تاریخوں میں انشاء اللہ قادیان دارالامان میں مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع منعقد ہوگا۔ قائدین مجالس زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اس بابرکت اجتماع میں شرکت کرنے کی تحریک کریں۔ اجتماع کے تفصیلی پروگرام کا سرکلر عنقریب ہی مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۳ء آئندہ عرصہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے انتخاب کی منظوری عنایت فرما دی ہے یہ انتخاب انشاء اللہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت ۱۸، ۱۹، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر مجلس شوریٰ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی صدارت میں ہوگا۔

انتخاب کے قواعد بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوائے جا رہے ہیں

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ظالم قیامت کے دن کئی اندھیروں میں ہوگا (متفق علیہ)

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR
VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS, SAWN SIZE, TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک
قادیان

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO: OFF: 6348179 RESI: 623389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6 - TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, BOMBAY-400099
(ANDHERI EAST)

الحدیث
اَعْلِنُوا النِّکَاحَ
(ترجمہ)
نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو
منجانب:۔ پرویز احمد بمبئی

طالبانِ دعا
الو ٹریڈرز
۱۶ امیسنگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" (کشتی نوح)
MIR ®
CALCUTTA - 15
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپلیں نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
یائی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:۔
۲۰۰۶-۴۳۱۳۷ - ۲۸-۲۰۲۴ - ۳۴۴۴